عبدالرؤف خاں ایم اے
خیلدار محلہ اودئی کلاں (راجستھان) ۳۲۲۲۰۱

لغات ابجد شماری ایک مطالعہ

فن تاریخ گوئی پر اردو فارسی زبان میں کم از کم سو کتابیں ملتی ہیں ان میں چند ہم عدد الفاظ کی لغات بھی ہیں۔ اس سلسلہ کی ایک کتاب "لغات ابجد شماری" ڈاکٹر سید احمد صاحب کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہے۔ موصوف اس وقت مکماسٹر یونیورسٹی کینڈا میں علم معاشیات کے استاذ ہیں راقم الحروف کے پیش نظر اس وقت اس کتاب کی جلد اول کا حصہ اول ہے۔ یہ گرانمایہ تصنیف فن تاریخ گوئی کے ذخیرہ میں نہایت اہم اور وقیع اضافہ ہے اور اس فن سے شغف رکھنے والوں کے لئے بہترین عملی سوغات بھی جو بڑی محنت اور دقت نظر سے ضبط تحریر میں لائی گئی ہے۔ جیسا کہ اس کے تاریخی نام سے ظاہر ہے۔ یہ تصنیف ۱۹۹۲ء میں مکمل ہوئی مگر ترقی اردو بیورو نئی دہلی سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی۔ شروع میں پیش لفظ شکریے اور مقدمہ (۲۲ صفحات) ہے۔ صفحہ ۲۳ سے ۵۸ تک یعنی ۳۶ صفحات پر اس فن کا تاریخی پس منظر، اختلافی مسائل اور اقسام وصنائع کا مختصر مگر دلچسپ وواضح بیان ہے اور یہ صفحات ہی قابل مطالعہ ہیں اگرچہ بعد میں دیئے گئے ہم عدد الفاظ بھی تاریخ کہنے کے لئے بڑے اہم ہیں۔ اس تصنیف کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ موصوف نے قدیم وجدید اساتذہ فن کی آرا کو پیش نظر رکھتے ہوئے اختلافی مسائل کے بارےمیں جو اصول مرتب کئے ہیں۔ ان سے متعدد الفاظ میں انحراف نہیں کیا۔ جبکہ اس فن کی دیگر تصنیفات میں اس بات کا خیال نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب سید احمد صاحب نے الف ممدودہ وغیرہ کے سلسلہ میں قدیم اساتذہ فن کے جو مادّے پیش کئے ہیں۔ ان پر از سر نو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً صفحہ ۳۲ پر قائم چاندپوری کی وفات پر جرأت کا کہا ہوا مادہ ہے۔

"قائم بنیاد شعر ہندی نہ رہی کیا کہیے اب آہ" ۱۲۰۸ھ

اس میں "آہ" کے الف ممدودہ کے دو عدد شمار کیے ہیں اور دو عدد اخذ کرنے کی مثال ہی میں اسے پیش کیا ہے لیکن یہ تاریخ جرات نے مستزاد میں لکھی ہے جس میں ایک عدد کا تعمیہ مدخلہ کیا گیا ہے:

جب سیل فنا ملک عناصر میں بہی آکر ناگاہ
قائم کے جو تن کی تھی عمارت سو ڈہی لی زیست نے راہ
جرأت نے کہی رو کے یہ تاریخ وفات یکتائی کے ساتھ
"قائم بنیاد شعر ہندی نہ رہی کیا کہیئے اب آہ" ۱۲۰۷ = ۱۲۰۸ھ

اگر موصوف "یکتائی کے ساتھ" پر غور فرما لیتے تو یقین ہے کہ "آہ" کے چھ عدد ہی اخذ کرتے نہ کہ سات۔ الف ممدودہ اور مقصورہ کے بارے میں انوار حسین تسلیم سہسوانی کا قول نقل کیا ہے:

"جو لوگ ناواقف ہیں وہ الف ممدودہ اور مقصورہ میں فرق نہیں کرتے"

منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی کی مذکورہ رائے کے بارے میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ:

(تسلیم) "اس کی وضاحت آگے یوں کرتے ہیں کہ الف ممدودہ میں دراصل دو الف "چھپے" ہوئے ہیں! مثال دیتے ہیں۔

زجود شاہ جہاں بادشہہ ملک آرائے (۱۰۰۰ھ)

جو شاہ جہاں کی ولادت کی تاریخ ہے (اور خدا نے اُنہیں کیا بے مثال سال دیا تھا!)

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "تسلیم صاحب کے مطابق "آرائے" کے الف کو دو دفعہ محسوب کرنے سے یہ تاریخ پوری ہوتی ہے (وہ یہ نہیں بتاتے کہ اسے ہمزہ کے ایک محسوب کرنے کا نتیجہ کیوں نہ قرار دیا جائے؟)" [۲]

ڈاکٹر سید احمد صاحب کے مذکورہ بیان کے سلسلہ میں عرض ہے کہ شاہ جہاں کی ولادت کے مادے کے تعلق سے دو زبردست اور فاش سہو سرزد ہوئے ہیں۔ اولاً مادہ درست املا کے

---

[۱] ولی کا دبستان شاعری ص ۲۶۱، مصنفہ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی، لکھنؤ ۱۹۹۲ء
[۲] لغات ابجد شماری ص ۳۳ بحوالہ علم تاریخ

ساتھ نقل نہیں فرمایا۔ یہ مادہ اصل میں آغا سنجر طہرانی کے بارہ بیتی اُس قصیدے کا ہے جو اس نے شاہ جہاں کی ولادت کے موقع پر صنعت ترصیع میں کہا ہے۔ جس کے ہر مصرع سے مطلوبہ سن ہجری بر آمد ہوتا ہے۔ یہ مادّہ اس قصیدے کے تیسرے شعر کا پہلا مصرع ہے جو صحیح قرأت کے ساتھ یوں ہے:

زجود شاہ جہاں بادشاہ ملک آرائے　　۱۰۰۰ھ

پدید آزدُرِ شاہوار صد عماں [1]　　۱۰۰۰ھ

اور پورا قصیدہ بحر مجتث مثمن مخبون محذوف میں ہے، جس کے ارکان ہیں مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن جبکہ لغات ابجد شماری کی قرأت سے مصرع وزن سے ساقط ہو جاتا ہے۔

دوسرے منشی انوار حسین تسلیم سہوانی صاحب نے بھی منقولہ بالا شعر ہماری درج کردہ قرأت کے ساتھ ہی دیا ہے اور لکھا ہے کہ "الف آزاور آرائے کا ایک ایک عدد لیا ہے۔"[2] چنانچہ ڈاکٹر صاحب کا یہ اعتراض از خود رفع ہو جاتا ہے کہ "ہمزہ کے ایک محسوب کرنے کا نتیجہ کیوں نہ قرار دیا جائے۔" تیسرے جو قول انہوں نے تسلیم سے منسوب کیا ہے یعنی جو لوگ ناواقف ہیں الف مقصورہ والف ممدودہ میں فرق نہیں کرتے۔" یہ فی الواقعہ نواب حسین علی خاں اثر کا ہے جسے تسلیم نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے اور مثال میں ولادت شاہ جہاں کا مادّہ نہیں بلکہ ریاض الدین محمد ریاضی کا کہا ہوا درج ذیل قطعہ لکھا ہے:

مرحبا خانِ معلےٰ مرتبت خوش سوے دار الایالت آمدند

مصرعہ گفتہ ریاضی فی البدیہہ　　مژدہ باد اخود بدولت آمدند"[3]　　۱۲۱۶ھ

تسلیم نے بعض دیگر مثالیں بھی دی ہیں۔ مثلاً ریاض ہی کی صنعت مساوی الاعداد میں داروغہ اولاد علی غیور کی وفات کا یہ قطعہ:

اے ریاضی رفت چو از دہر اولاد علی　　ہر یکے از دوستانش شد گرفتار الم

---

[1] ملہم تاریخ ص ۳۸ نیز ملاحظہ ہو واقعات دار الحکومت دہلی ۱: ۴۴۴، اور مفتاح التواریخ از طامس بیل ص ۲۳۵

[2] ملہم تاریخ از سید اقتدار ساحر سہوانی، یہ کتاب تسلیم کی تحفۂ تسلیم (فارسی) کا اردو ترجمہ ہے۔

[3] دیکھیے ملہم تاریخ ص ۲۷

بہر "داروغہ" بسالش گفت و مہ گفتا "غیور" ۱۲۱۶ھ
گفت در گوشم عطارد "آوخ آوخ" کن رقم[۱] ۱۲۱۶ھ

اس قطعہ میں "داروغہ" اور "غیور" ہم عدد (۱۲۱۶) ہیں اور اسی مناسبت سے "آوخ آوخ" میں ممدودہ کے دو عدد محسوب کرتے ہوئے ۱۲۱۶ حاصل کئے ہیں۔

نواب آصف الدولہ کی وفات (۱۲۱۲ھ) پر مولانا دلدار علی لکھنوی کے درج ذیل مادے:

ہہنا روح وریحان وجنت النعیم (۱۲۱۲ھ)

کو لکھتے ہوئے موصوف رقم طراز ہیں کہ "اس عبارت (مادہ) میں کھڑے زبر کو محسوب کئے بغیر ۱۲۱۰ بنتے ہیں۔ مگر ہم دیکھ چکے ہیں کہ آصف الدولہ کا سنہ وفات ۱۲۱۲ھ ہے۔ لہٰذا صحیح تاریخ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مندرجہ بالا عبارت میں دونوں کھڑے زبر کے ایک ایک محسوب کئے جائیں۔" (ص ۳۴ و ۳۵)

لیکن صاحب مفتاح التواریخ نے مکمل قطعہ تاریخ لکھتے ہوئے مصرع مادہ کا املا درج ذیل لکھا ہے:

"ہاہنا روح وریحان وجنات النعیم" ۱۲۱۲ھ

از روئے لغت بھی "ہہنا" کا املا "ہاہنا" لکھنا درست ہے۔[۲] اور ایک تاریخ گو "جنت کا املا "جنات" بھی از روئے اصول فن تاریخ گوئی عدد اخذ کرنے کی مجبوری میں لکھ سکتا ہے۔ جیسا کہ مولانا عبدالعلی آسی مدراسی نے نواب محسن الملک کی وفات (۱۳۲۵ھ) پر ایک طویل تاریخ مرثیہ کے ایک بند میں برائے مطلوبہ سنہ لکھا ہے:

خلد قال ارخہ رضواں "سابعا کان داخل الجنات[۳]" ۱۳۲۵ھ

اس صورت میں کھڑے زبر کے ایک ایک عدد شمار کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

سید علی نقی ماژندرانی نے بخشوع میاں کا سال وفات بھیترین عدد کے تدخلے سے اسی

---

۱ دیکھئے ملہم تاریخ ص ۳۷

۲ ملاحظہ ہو مصباح اللغات ص ۹۷۲ کالم اللغات ہیرا صفحہ ۹۵۱ جس میں وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے "اس کا املا ہاہنا بھی ہے۔"

۳ ملاحظہ ہو ماہنامہ معارف اعظم گڑھ بابت مارچ ۱۹۸۳ء ص ۲۲۶۔

مصرع کے ذریعے بر آمد کیا ہے:

آمدہ ایں مصرع دلکش کہ با "احمد" بگو ۳۵

"ہاہنا روح وریحان وجنات نعیم" [1] ۱۲۱۲ = ۱۲۶۵ھ

دراصل یہ تاریخ اورنگ زیب عالمگیر علیہ والرحمہ کی وفات کے بشارت آمیز مادہ:

"روح وریحان وجنت النعیم" ۱۱۱۸ھ (القرآن) سے ماخوذ ہے۔

ص ۵۶ پر شہنشاہ ہمایوں کی وفات کا مادہ: "ہمایوں بادشاہ از بام افتاد" ۹۶۲ھ

کے سامنے بھی یک عدد لکھنا چاہئے تھا کیونکہ یہ حادثہ ۹۶۳ھ میں واقع ہوا تھا۔ میر عبدالحئی نے درست سنہ ذیل کے مادہ سے بر آمد کیا تھا:

"ہمایوں بادشہ از بام او فتاد" ۹۶۳ھ

اسی صفحہ پر جہاں گیر کی وفات کا مادہ بھی ایک عدد کی کمی سے ہے:

خرد گفتا۔ "جہاں گیر از جہاں رفت" ۱۰۳۶ھ

جبکہ یہ سانحہ ۱۰۳۷ھ کا ہے "...... ہنگام چاشت روز یکشنبہ بیست و ہشتم شہر صفر سنہ ہزار و سی و ہفت ہجری ......" [2] کسی عصری شاعر نے:

"جہاں گیر از جہاں عزم سفر کرد" [3]

سے درست سنہ وفات ۱۰۳۷ھ ہی حاصل کیا ہے۔

ص ۹۴ پر صنعت ضرب میں ایک مادہ:

سال فصلی یوں بھی نکلے اے آلم

"تین چکر لگائے روزگار" [4] ۱۳۰۲ فصلی

۹۵۹ x ۳

ساغط الوزن ہے۔ چنانچہ یہ مادہ "تین چکر گر لگائے روزگار" ہونا چاہئے۔ یہ مادہ دراصل اسی صنعت میں ص ۷۵ پر آنجہانی اندرا گاندھی کی ولادت کا مادہ بھی درست نہیں:

---

[1] دیکھئے حقیقت السورت ص ۷۹ مطبوعہ ۱۳۱۷ھ [2] مآثر جہانگیری ص ۴۸۳ نیز اقبال نامہ جہانگیری ص ۳۲۰

[3] واقعات دارالحکومت دہلی اور مفتاح التواریخ۔ [4] ملاحظہ ہو گلبن تاریخ ص ۲۰ مطبع فخر نظامی، حیدر آباد ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ء

"فخرِ دو جہانی" ۱۹۱۸ء

مصنف موصوف شاید مادہ کے لفظ "دو" کو ضرب خیال کر گئے جبکہ یہ جزو مادّہ ہے جس کے حروف کی عددی قیمت کا میزان ۹۵۹ ہوتا ہے۔ یہ مادہ سید مسعود حسن مسعود کے درج ذیل قطعہ سے اخذ کیا ہے:

جواہر لال کی زندہ نشانی مبارک یہ نوید کامرانی

ہر اک کی اندرا یہ تیرے حق میں دعا ہے پائے عمر جاودانی

پئے سال ولادت آپ مسعود

کہیں دو بار "فخرِ دو جہانی" [۱] ۱۹۱۸ء

۹۵۹x ۲

یعنی اگر "کہیں دو بار فخرِ دو جہانی" نہیں لکھا جائے گا تو "فخرِ دو جہانی" سے صرف ۹۵۹ بر آمد ہوں گے۔ یہ مادہ بزیادت یک عدد ہے جس کی وضاحت ڈاکٹر سید احمد صاحب نے حاشیہ میں کر دی ہے۔ ص ۴۴ کی سطر ۶ تا ۸ پر صنعت زبر و بینات کے سلسلہ میں "بینات" کے ذریعہ عدد حاصل کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "واضح رہے بینات حاصل کرنے میں حروف کے فارسی تلفظ استعمال کرتے ہیں مثلاً "ب" کو "با" کہتے ہیں تب بینہ لیتے ہیں، اسے "بے" نہیں کہتے جو اب عام اردو تلفظ ہے" (بحوالہ فیروز اللغات)

عرض ہے کہ اول تو فیروز اللغات "زبر و بینہ" کے سلسلہ میں ہماری کوئی رہنمائی نہیں کرتی (دیکھئے دونوں متداول ایڈیشن) دوسرے بہت سے اساتذہ فن نے اردو تلفظ "بے، تے، ثے" وغیرہ کے ذریعہ بہت سی تاریخیں کہی ہیں مثلاً ناسخ کے دیوان کی طباعت کا سالی "دیوان ناسخ" مادہ سے اردو تلفظ کے ذریعہ ہی نکالا ہے:

دال یے واو نون نون الف سین خے [۲]

۳۵+۲۰+۱۳+۱۰۶+۱۰۶+۱۱۱+۱۲۰+۶۱۰ = ۱۲۳۲ھ

۱؎ عندلیب تواریخ ص ۶۲، ادارہ انیس اردو، الہ آباد ۱۹۶۳ء

۲؎ دیوان ناسخ ۲:۲۱۹

واضح ہو کہ اس میں "بے" اور "غے" اردو تلفظ ہی ہیں۔ سید محمد علی جویا نے کئی مادے اردو تلفظ سے برآمد کئے ہیں۔[1] سید لطافت حسین لطافت نے ایک حوض کی تعمیر کا سال بھی اردو تلفظ ہی سے حاصل کیا ہے۔[2] ہاں البتہ اس صنت میں عموماً فارسی تلفظ ہی اختیار کئے جاتے ہیں لیکن قید نہیں۔ ص ۴۸ و ۴۹ پر مادہ میں سے عدد بڑھانے اور گھٹانے کے لئے لکھا ہے کہ ...... عدد جوڑنے کو "تعمیہ" اور کم کرنے کو "تخرجہ" کہتے ہیں۔ فارسی کی تقلید میں اردو والے بھی بیشک ایسا ہی کہتے ہیں۔ مگر تعمیہ اور تعبیہ از روئے لغت عیب چھپانے کو کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ عدد جوڑنا بھی ایک عیب ہے لہٰذا تخرجہ کے بالمقابل "تعمیہ" کو تدخلہ کہنا چاہئے خصوصاً اردو والوں کے لئے کیونکہ "تعمیہ" جوڑنے اور گھٹانے کے دونوں عمل پر محیط ہے۔ یعنی ہنر مندی کے ساتھ دونوں عیوب کو ڈھانپتا ہے۔ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے۔

بعض معمولی فروگذاشتیں بھی راہ پا گئی ہیں مثال کے طور پر ص ۲۷ کے حاشیہ ۸ پر منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی کو "انور علی" نیز ص ۲۹ حاشیہ ۹ میں "نور علی" اور "ملہم تاریخ" کا نام ص ۴۳ حاشیہ ۲۱ پر "ملا ہم تاریخ" اور ص ۳۱ حاشیہ نمبر ۱۲ نیز ص ۵۷ سطر ۴ پر "عندلیب تواریخ" کو "عندلیب تاریخ" لکھا ہے۔ صفحہ ۱ سے ۱۶ تک جلد بندی میں دوہرے ہو گئے ہیں۔

مذکورہ معروضات کے علاوہ فن تاریخ گوئی کے لٹریچر میں یہ تصنیف بڑا وقیع اضافہ ہے۔ جس کے سبب متنازعہ فیہ مسائل کی روشنی میں یہ ایک سائنٹفک تصنیف ہے جس کے لئے جناب سید احمد صاحب (کناڈا) ہماری دلی مبارکباد کے مستحق ہیں، خصوصاً اس لئے کہ انہوں نے اس زوال پذیر اور مردہ فن کو عروج اور زندگی بخشنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور وہ بھی غیر اردو ملک میں رہتے ہوئے۔ اس سے اردو کی عالمگیر شہرت کا پتا بھی چلتا ہے۔ ۱۲

---

[1] خیابان تاریخ ص ۵۹

[2] دیکھئے ریاض لطافت ص ۳۶۶